حملہ تو ہوگا............دفاع کیسے کیا جائے؟

مغربی فکر و فلسفے پر سنجیدہ کام کی ضرورت

دارالحرب کی اصطلاح بدل کر دارِ دعوت ہوگئی

جناب قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ عراق کے بعد امریکا کا اگلا نشانہ ایران، سعودی عرب اور پاکستان ہوں گے۔ طالبان اور اسامہ کی موجودگی کے الزام میں پاکستان پر حملہ کیا جائے گا۔ حکومت نے امریکہ کو کھلی اجازت دی ہے کہ وہ کسی بھی گھر، مسجد اور مدرسے پر چھاپہ مار سکتی ہے۔ [۱۷/نومبر ۲۰۰۵ء، قومی اخبارات]

قاضی صاحب نے بالکل درست فرمایا لیکن یہ کوئی نئی بات نہیں۔ افغانستان پر حملے کے وقت ہی یہ طے ہوگیا تھا کہ جنگ کا دائرہ وسیع تر ہوگا۔ ساحل کی خصوصی اشاعت کی سرخی یہی تھی ''صلیبی جنگ کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے''۔ افسوس یہ ہے کہ چار قیمتی سال ضائع کر دیے گئے اور دفاع کی تیاری نہیں کی گئی۔ عسکری حملہ تو اتنا بڑا خطرہ نہیں ہے لیکن سب سے خطرناک حملہ ثقافتی، ابلاغی اور فکری حملہ ہے جو مستقل جاری ہے۔ اور ہماری دینی جماعتیں تحریکیں مسلسل پسپا ہو رہی ہیں۔ طالبان پر حملے کے بعد تمام دینی جماعتوں نے معذرت خواہی کا نیا لہجہ اختیار کیا اور امریکہ سے مصالحت دوستی مکالمے کی غیر مشروط پیش کش شروع کر دی۔ ۲۰۰۴ء میں دبئی میں امریکہ کی جانب سے منعقدہ عالمی کانفرنس میں قاضی حسین احمد نے امریکی قوم کی عظیم الشان اقدار کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے شکوہ کیا کہ امریکہ اپنی اقدار کے برعکس رویہ اختیار کر کے اچھا نہیں کر رہا۔ انھوں نے تمام امریکی صدور کی تعریف کی اور بش کی حکمت عملی کو سنہری اور مثالی امریکی روایات سے انحراف قرار دیتے ہوئے مغرب سے مکالمے کی بھرپور خواہش کا اظہار فرمایا اور یہ بھی کہا کہ ہمارے درمیان غلط فہمیاں ہیں جنھیں دور کیا جا سکتا ہے۔ قاضی حسین کی یہ تقریر ترجمان القرآن میں شائع ہو چکی ہے۔ اگر قاضی صاحب کا یہ غلط موقف کسی حکمت عملی پر مبنی تھا تو اس کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے لیکن اگر وہ اس موقف کو درست سمجھتے ہیں تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ وہ مغرب اور خصوصاً امریکہ کی تاریخ، روایات اور اقدار سے واقف نہیں ہیں۔ ورنہ وہ کبھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ بش کی پالیسی امریکی روایات سے انحراف

ہے۔ یہ جملہ وہی کہہ سکتا ہے جو امریکہ کی تاریخ سے ناواقف ہو۔ امریکہ کیا ہے اور کیا تھا اس کی اقدار کیا ہیں۔ بنیادی حقوق کے فلسفے کا کیا مطلب ہے؟ بنیادی حقوق کے منشور کی مصنفہ امریکی صدر روز ویلٹ کی بیوی ایلینا روز ویلیٹ نے یہ منشور کیوں لکھا؟ مغربی فکر و فلسفے کی تاریخ کیا ہے؟ اس تاریخ میں انسان کائنات اور خالق کائنات کا کیا تصور ہے؟ امریکی سفاکی اور درندگی کی تاریخ کیا ہے؟ پچاس سال میں نو کروڑ سرخ ہندیوں کو قتل کرنے والے کون ہیں ان کا انسانیت سے کیا تعلق ہے؟ یہ امریکی تاریخ قاضی حسین احمد کے اخبار جسارت میں ان کے پسندیدہ کالم نگار شاہ نواز فاروقی مسلسل اور متواتر لکھ رہے ہیں۔ قاضی صاحب ہمارے موقف کی تصدیق کے لیے شاہنواز فاروقی صاحب سے رجوع کر سکتے ہیں۔ وہ انھیں امریکہ کے بارے میں ہم سے بہتر بتا سکتے ہیں۔ ان کے کالم یقیناً قاضی صاحب کی نظر سے گزرتے ہوں گے۔ قاضی صاحب نے ان تمام تاریخی حقائق کو اپنی روایتی سادگی سے یا نادانستہ طور پر نظر انداز کر دیا۔ اکتوبر ۲۰۰۵ء کے ترجمان القرآن میں انھوں نے یورپ اور امریکہ کو دارالحرب کے بجائے ''دارِدعوت'' قرار دیا۔ سوال یہ ہے کہ انھیں پندرہ صدیوں سے موجود دارالحرب کی اسلامی اصطلاح کو تبدیل کرنے کا اختیار کس نے دیا ہے؟ دارالحرب کی نئی تشریح و تفسیر کس نے مرتب کی ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ ہندوستان کی جماعت اسلامی کے امیر جلال الدین عمری صاحب نے پہلے بنیادی حقوق پر ایک کتاب لکھی اور اب دارالحرب پر ایک مضمون تحریر کر دیا جو ''الحق'' جیسے راسخ العقیدہ رسالے میں بھی شائع کیا گیا ہے۔ یہ مضمون اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ مولانا جلال الدین عمری اور محترم قاضی حسین احمد مغربی فکر و فلسفے تہذیب اور اس کی تاریخ سے قطعاً واقف نہیں ہیں۔ ان دونوں حضرات کے تقویٰ، اخلاص، شرافت اور امت مسلمہ کے لیے درد میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ لیکن دارالحرب کی متفقہ اصطلاح کو تبدیل کرنے کی کوشش اور یک طرفہ طور پر یورپ کو ''دارِدعوت'' قرار دینے کی حکمت عملی بہت سے شکوک و شبہات کو جنم دینے کا باعث بنی ہے۔ رسالت مآبؐ کے بعثت کے وقت بھی اور آپ کے وصال مبارک کے بعد بھی دنیا ہمیشہ دارِدعوت رہی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ دارالحرب بھی اس کی تشریح امت کے اجماع سے واضح کر دی گئی ہے لہٰذا اجماع کو بدلنے کی جرأت سوچ سمجھ کر کی جائے۔ ساحل بار بار لکھ چکا ہے کہ اس وقت سب سے شدید حملہ اسلامی علمیات Epistomology پر ہے۔ سودی بینکاری اور تصویر کو جائز قرار دینے کی اجتہادی غلطی مفتی تقی عثمانی نے کی۔ خوشی کی بات ہے کہ انھوں نے تصویر والے مسئلے پر رجوع کر لیا اور اسلامی بینکاری کے مسئلے پر انھوں نے اعتراف کیا کہ موجودہ اسلامی بینکاری مروجہ اور سودی بینکاری میں کوئی فرق نہیں، دونوں کا بینچ مارک ایک ہی ہے۔ اب جماعت اسلامی نے دارالحرب کی اصطلاح تبدیل کر کے اسلامی علمیات سے انحراف کیا ہے۔ عصر حاضر میں اجتہاد کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ استعماریت، عیسائیت، سرمایہ داری، مغربی فکر و فلسفے، جدید سائنس کی تاریخ سے واقفیت حاصل کریں اس کے بغیر ان کے فتاویٰ دین میں انحرافات کو جنم دیں گے۔